شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ

(مباحث فقہیہ کا تجزیاتی مطالعہ)

حافظ محمد نعیم*

ادبیات اسلامی میں مختلف علوم وفنون کے حوالے سے تلخیص وتہذیب اور شرح وحاشیہ کی روایت نہ صرف بہت پرانی اور پختہ ہے بلکہ بعض تلخیصات وتعلیقات اور شروح وحواشی تو اپنی متعلقہ امہات یا اصل سے بھی زیادہ معروف ہوئیں اور توجہ کا مرکز ٹھہریں(۱) سیرت نگاری کی تاریخ میں بھی اس قسم کی روایت موجود ہے تیسری صدی ھجری رنویں صدی عیسوی کے بعد بہت عظیم الشان کتب سیرت لکھی گئیں اور ان کی شروح وحواشی بھی مرتب ہوئے اور ان میں سے بعض معلومات کی کثرت و جامعیت اور تشریح وتعبیر کی معنویت وندرت کے سبب اپنی جگہ خود کلاسیکی بن گئیں جیسے ابن ھشام کی سیرت کی شرح سہیلی۔ الروض الانف .جواب شرح کے مقام سے بلند ہوکر ایک بنیادی ماخذ سیرت بن گئی ہے اور اسی حیثیت سے اب اس کا مقام متعین کیا جاتا ہے۔ (۲) شرح سہیلی کے بعد جس شرح سیرت کو مقبولیت نصیب ہوئی وہ شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ ہے ۔المواھب اللدنیہ کا شمار اھم اور جامع کتب سیرت میں ہوتا ہے جس میں آپ ﷺ کی سیرت، خصائص وشمائل ، اخلاق، معجزات اور عبادات میں آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ سمیت سیرت کے تمام گوشوں کو احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے اسی لیے اس کتاب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ''لیس له نظیرٌ فی بابه (۳)''

شرح العلامۃ الزرقانی کے مؤلف ابوعبداللہ شھاب الدین عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن علوان الازھری، المصری الوفائی الزرقانی المالکی مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ مصر میں منوف کی بستی زرقان کی طرف نسبت سے زرقانی کہلائے۔ اپنے والد سمیت جلیل القدر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے۔ محدث، فقیہ، اصولی اور بلند مرتبہ سیرت نگار تھے۔ مالکی فقہ کی طرف رجحان رکھتے تھے ان کے علم وفضل اور رسوخ علم کی بنیاد پر ان کو ''مرجع المالکیہ'' قرار دیا جاتا ہے۔ کئی کتب کے مصنف ہیں ان کا زیادہ کام ایک شارح کی حیثیت سے ہے ان کی شروح میں سے شرح مؤطا امام مالک، شرح علی مختصر الخلیل ، شرح المنظومۃ البیقونیۃ اور شرح علی المواھب

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی۔ سی۔ یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔

اللدنیہ بالمنح المحمدیہ خاص اہمیت کی حامل ہیں۔(۴)شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ امام زرقانی کی ایک بلند پایہ، جامع اور محققانہ شرح ہے اور ایک شرح ہونے کے ساتھ ایک مستقل کتاب سیرت کی حیثیت اختیار کرچکی ہے۔

اس شرح سیرت سے قبل دس صدیوں پر مشتمل سرمایہ سیرت کے دامن میں بہت سے جواہر پارے موجود تھے لیکن شرح العلامۃ الزرقانی اپنی جامعیت، ندرت اور کثرت معلومات کی بنیاد پر لوگوں کی توجہ اور استفادہ کا مرکز بنی اور اپنے سے پہلے موجود جلیل القدر اور بلند پایہ کتب سیرت کے باوجود اپنا آپ منوایا۔ اس شرح کا اصل نام ''إشراق مصابیح السیرالمحمدیة بمزج سرار المواهب اللدنية'' ہے(۵) المواہب اللدنیۃ سیرت اور مباحث سیرت کے حوالے سے خود ایک بلند پایہ تصنیف ہے اور امام قسطلانی (۹۲۳ھ) کے علم وفضل کا نچوڑ ہے لیکن علامہ زرقانی کی شرح نے اس کی اہمیت وفضیلت کو مزید اجاگر کیا ہے اور اس میں چھپے ہوئے اسرار کو زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے امام زرقانی نے المواہب اللدنیہ کے متن کو سامنے رکھتے ہوئے لغوی، نحوی، کلامی، فقہی اور اصولی تشریحات کی ہیں،(۶) امام قسطلانی کے مصادر ومراجع کی نشاندہی کی ہے، مؤلفین مصادر کا تعارف دیا ہے، کسی ایک موضوع سے متعلق تمام روایات کو نہ صرف اکٹھا کر دیا ہے بلکہ ان کی استنادی حیثیت بھی واضح کر دی ہے بعض مقامات پر امام قسطلانی کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے تصحیح بھی کی ہے، متن میں پیدا ہونے والے (مؤلفین اور کتب کے ناموں میں) اشتباہ کو رفع کیا ہے، موضوع وضعیف روایات کی وضاحت کی ہے۔ شرح العلامۃ الزرقانی کی انہی خصوصیات کی بناء پر ذخیرہ کتب سیرت اور شروحات کتب سیرت میں اس شرح کو امام سہیلی کی ''الروض الانف'' کے بعد بلند مقام حاصل ہے۔(۷)

شرح العلامۃ الزرقانی اور مباحث فقہیہ

شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ اگرچہ فقہ کی کتاب نہیں بلکہ شرح کتاب سیرت (المواہب اللدنیہ) ہے لیکن اس کے باوجود اس میں بہت سے فقہی مباحث جابجا نظر آتے ہیں جس کی ایک بنیادی وجہ تو امام قسطلانی کا المواہب اللدنیہ میں اختیارہ کردہ منہج سیرت نگاری ہے، جس میں امام قسطلانی نے محض واقعات سیرت کے بیان پر اکتفانہیں کیا بلکہ وقائع سیرت کے ضمن میں بہت سے فقہی احکام، لطیف نکات اور عمدہ بصائر وحکم کا بھی استنباط کیا ہے۔ صاحب المواہب اللدنیہ نے واقعات سیرت کی زمانی ترتیب کے بیان میں بھی اس اسلوب کو اختیار کیا ہے اور اس کے علاوہ آپ ﷺ کی عبادات، شمائل وخصائص، اخلاق واوصاف، لباس وطعام اور سیرت کے دیگر پہلوؤں سے استنباط احکام کرتے نظر آتے ہیں۔ واقعات سیرت سے استنباط احکام وعبر بنیادی طور پر (جدید

اصطلاح میں) فقہ السیرۃ کہلاتا ہے۔امام قسطلانی سے قبل کی سیرت نگاری (جوامع السیرۃ از ابن حزم (۴۵۶ھ)، الدرر فی اختصار المغازی والسیر ، از ابن عبدالبر (۴۶۳ھ) ،الروض الانف از امام سہیلی (۵۸۱ھ) ، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر از ابن سید الناس (۷۳۴ھ) ،زادالمعاد از ابن قیم (۷۵۱ھ)،السیرۃ النبویۃ لابن کثیر (۷۷۴ھ)، امتاع الاسماع از علامہ مقریزی (۸۴۵ھ) ،بھجۃ المحافل از ابوبکر العامری (۸۹۳ھ) میں بھی اس اسلوب و منہج کو واضح انداز میں اختیار کیا گیا ہے جبکہ المواھب اللدنیہ سے بعد کی سیرت نگاری (سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیرالعباد از علامہ محمد بن یوسف الشامی (۹۴۲ھ)، السیرۃ الحلبیہ از امام حلبی (۱۰۴۴ھ) ،شرح العلامۃ الزرقانی از علامہ زرقانی (۱۱۲۲ھ) ،مختصر سیرۃ الرسول از محمد بن عبدالوہاب (۱۲۰۶ھ) ،مختصر سیرۃ الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب (۱۲۴۴ھ) اور السیرۃ النبویۃ از احمد بن زینی دحلان (۱۳۰۴ھ) میں بھی اس کے نمایاں آثار پائے جاتے ہیں۔امام زرقانی نے بھی اس اسلوب کی پیروی کرتے ہوئے اسے آگے بڑھایا ہے۔

فقہی مباحث کے حوالے سے اگر کتاب پر نظر ڈالی جائے تو اس میں فقہی موضوعات پر بحث کا کافی ذخیرہ موجود ہے جن کو بنیادی طور پر دوحصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱) المواھب اللدنیہ کے مباحث فقہیہ کی مزید توضیح وشرح۔

۲) ذاتی حیثیت میں واقعات سیرت سے اخذ کردہ احکام ومسائل۔

۱) المواھب اللدنیہ کے مباحث فقہیہ کی مزید توضیح وشرح

امام قسطلانی نے المواھب اللدنیہ میں واقعات سیرت کے تذکرہ میں جن فقہی احکام کے حوالے سے بحث کی ہے(۸) علامہ زرقانی نے ان پر عالمانہ انداز میں بحث کرتے ہوئے امام قسطلانی کی مباحث پر اضافہ کیا ہے اور امام قسطلانی کی پیش کردہ فقہاء کی آرا کے علاوہ دیگر فقہاء کی آراء، فقہاء کے دلائل اور مسائل فقہ میں فقہاء کے مصادر ومراجع کی نشاندہی کی ہے ذیل میں چند امثلہ کے ذریعہ وضاحت کی جاتی ہے۔

۱۔ بدر کے قیدیوں کے حوالے سے امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ جمہور کے ہاں قیدیوں کے حوالے سے امام کو اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہے تو قیدیوں کو قتل کر دے جس طرح کہ آپ ﷺ نے بنو قریظہ کے ساتھ کیا، اگر چاہے تو مالی فدیہ لے لے جس طرح کہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا گیا اور چاہے تو غلام بنالے، یہ امام شافعی اور علماء کے ایک گروہ کا مسلک ہے۔(۹) علامہ زرقانی نے اس بحث کو واضح کرتے ہوئے اور آگے بڑھاتے ہوئے لکھا ہے کہ (مندرجہ بالا چیزوں کے علاوہ) اگر امام چاہے تو بغیر کچھ لیے چھوڑ دے، جیسا کہ آپ ﷺ نے بدر کے بعض قیدیوں کے ساتھ کیا مثلاً ابوالعاص بن ربیع ؓ کے معاملے میں، جو کہ حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے شوہر تھے۔حضرت

زینب نے ان کی رہائی کے لیے وہ ہار بھیجا جوان کو ان کی شادی کے موقعہ پر حضرت خدیجہؓ نے دیا تھا، جب آپ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو حضور ﷺ پر شدید رقت طاری ہوگئی آپ ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا ''اگر تمہاری رائے ہوتو زینبؓ کا قیدی آزاد کردو اور فدیہ (ہار) بھی واپس کردو'' صحابہؓ نے عرض کی ضرور یا رسول اللہ! پس انہوں نے ابوالعاصؓ کو آزاد کر دیا اور ہار بھی واپس لوٹا دیا۔ اسی طرح مطلب بن حطب پر احسان کیا گیا وہ ابوالعاصؓ کی طرح مسلمان ہو گئے ۔علاوہ ازیں صیفی بن اُبی رقاعہ، ابوعزہ الجمعی وغیرہ (پر احسان کیا گیا اور بغیر فدیہ لیے چھوڑ دیا گیا) ابوعزہ الجمعی سے یہ وعدہ لیا گیا کہ آئندہ کبھی مسلمانوں کے خلاف تعاون نہیں کرے گا اور نہ ہی لڑنے آئے گا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا (اور غزوہ احد میں دوبارہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیے آیا اور پھر قیدی بنا اس دفعہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا) امام زرقانی نے ابوعبید کے حوالے سے لکھا ہے کہ غزوہ بدر کے بعد مال کو بطور فدیہ نہیں لیا گیا اس کے بعد یا تو احسان کر کے چھوڑ دیا گیا یا قیدیوں کے بدلے میں قیدیوں کو رہا کیا گیا اسی بحث میں علامہ زرقانی نے امام سہیلی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے حوالے سے ہے کہ ''تریدون عرض الدنیا'' (۱۰) یعنی مال بطور فدیہ لینا، اگرچہ فدیہ لینے کو جائز اور حلال قرار دیا گیا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے بعد ایسا نہیں کیا (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے یا تو قیدیوں کو بطور احسان آزاد کر دیا یا اپنے قیدیوں کے بدلے رہا کیا اور یہ فدیہ لینے سے زیادہ افضل تھا کیا آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف نہیں دیکھتے ''**فامامناً بعدو امافداء**'' (۱۱) اس (آیت) میں احسان کو فدیہ لینے پر مقدم کیا گیا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اسی کو ترجیح دیتے ہوئے اختیار فرمایا (۱۲)

۲۔ غزوہ احد میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مطلع کیا کہ فرشتے حضرت حنظلہؓ کو (جو کہ وقت شہادت حالت جنابت میں تھے) غسل دے رہے ہیں، اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ بعض علماء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جنبی شہید کو غسل دیا جائے گا۔(۱۳) علامہ زرقانی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ استدلال حنابلہ نے کیا ہے جبکہ جمہور نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت حنظلہ کو ملائکہ کا غسل دینا ان کے اکرام کے لیے تھا اور اس کا تعلق امور آخرت میں سے تھا اس کو جنبی شہید کو غسل دینے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے (کبھی کسی غزوہ میں) کسی جنبی شہید کے غسل کا حکم دیا ہو۔(۱۴) ☆

۳۔ غزوہ خیبر کے تذکرہ میں امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ خیبر کے مال غنیمت میں سے حضرت صفیہؓ کو آپ ﷺ نے پہلے حضرت دحیہ کلبیؓ کو عطا فرمایا پھر صحابہ کرامؓ کے مشورے سے مصلحت کے تقاضے کے تحت انہیں اپنے لیے خاص کر لیا اور پھر خود آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا اور یہ (واپس لینا) ھبہ کی واپسی نہیں (۱۵) امام زرقانی

(ولیس ذلك من الرجوع فی الھبة فی شیء) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہ ھبہ تقسیم سے قبل تھا اور اس میں ملکیت موجود ہی نہیں تھی کہ اس پر ھبہ کا اطلاق ہوتا(۱۶)

۴۔ حج صدیق اکبر کے ضمن میں آیت انما المشرکون نجس (۱۷) کے حوالے سے امام قسطلانی نے جمہور کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مشرکین بدن اور ذات کے نجس نہیں کیونکہ اگر ان کے جسم کتے اور خنزیر کی طرح ناپاک ہوتے تو اسلام لانے سے وہ پاک نہ ہو سکتے اور ان کے لیے مسجد حرام کی طرح دیگر مساجد میں داخل ہونے کی کلی ممانعت ہوتی (۱۸) امام زرقانی اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ائمہ میں اس حوالے سے اختلاف ہے ۔امام شافعیؒ نے آیت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشرکین کو (مسجد الحرام کے علاوہ) تمام مساجد میں داخل ہونے سے منع نہیں کیا جائے گا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مشرک کی تخصیص کرتے ہوئے کتابی کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے منع نہیں کیا جائے گا جبکہ امام ابوحنیفہ سے مشرک کے مسجد حرام میں داخلے کی اجازت بھی مروی ہے نیز اس نہی سے مراد حج وعمرہ کرنے کی ممانعت ہے محض مسجد حرام میں داخل ہونے کی ممانعت نہیں۔(۱۹)

۲) ذاتی حیثیت میں واقعات سیرت سے اخذ کردہ احکام ومسائل

علامہ زرقانی نے ان تمام مباحث فقہیہ پر تو بحث کی ہی ہے جن کو امام قسطلانی زیر بحث لائے ہیں لیکن علامہ زرقانی نے بہت سی ایسی بحثیں بھی چھیڑی ہیں جن کی طرف المواھب اللدنیہ میں کوئی اشارہ نہیں کیا گیا صرف واقعات سیرت کا تذکرہ ہے لیکن امام زرقانی نے واقعات سیرت کی شرح کرتے ہوئے ان واقعات سے متعلقہ فقہی احکام بھی اخذ کیے ہیں مثلاً

۱۔ قصہ عکل وعرینہ کے ضمن میں امام قسطلانی نے محض یہ ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بیماری کے علاج کے لیے عکل وعرینہ کے لوگوں کو اونٹ کا پیشاب اور دودھ استعمال کرنے کا کہا۔(۲۰) علامہ زرقانی ’’فیشر بوامن ألبانھاو أبوالھا ‘‘ کی شرح کرتے ہوے لکھتے ہیں کہ اس روایت میں امام مالک اور امام احمد اور ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ان دونوں کی مدافعت کی، ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کی طہارت کی دلیل ہے،اونٹ کونص قرار دیتے ہوئے دیگر جانوروں کو بھی اس پر قیاس کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اگر یہ (اونٹ کا پیشاب) نجس ہوتا تو آپ ﷺ اس کے استعمال کرنے کی اجازت نہ دیتے اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا’’إن اللہ لم یجعل شفاء أمتی فیما حرم علیھا‘‘(۲۱)(اللہ نے میری امت کے لیے اس چیز میں شفاء نہیں رکھی جس کو ان پر حرام قرار دیا گیا ہے۔)۔(امام زرقانی لکھتے ہیں) جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور جمہور نے ان حضرات کی مخالفت کی ہے اور وہ تمام أبوال کی نجاست کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے (پیشاب پینے کی اجازت کو) محض علاج

کروانے کے لیے استعمال پر محمول کیا ہے ان کے نزدیک ضرورت حال کے بغیر یہ (اجازت) اباحت کا فائدہ نہیں دیتی اور جہاں تک حدیث ''اللہ نے میری امت کے لیے اس چیز میں شفاء نہیں رکھی جس کو ان پر حرام قرار دیا گیا ہے'' کا تعلق ہے تو یہ حالت اختیار کے لیے ہے جس طرح مضطر شخص پر مردار حرام نہیں ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بطور دوا متعین نہیں فرمایا۔(۲۲)

۲۔ بنو قریظہ کی غداری کے جرم پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو حکم فرمایا کہ ان کی غداری کے بارے میں فیصلہ کریں۔امام قسطلانی نے اس واقعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اجتہاد کے جواز کی بات کی ہے (۲۳) لیکن امام زرقانی نے اس سے قبل لکھا ہے کہ اس قصہ (حضرت سعد کو بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حکم دینے) سے مندرجہ ذیل احکام ملتے ہیں۔

(۱) افضل مفضول کو منصف بنا سکتا ہے (یعنی افضل شخص کے واسطے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے سے کم درجے والے شخص کو کسی معاملہ میں منصف بنائے)

(۲) امام کے لیے یہ بہتر ہے کہ جب اس کی اپنی حکومت ہو تو وہ کسی نائب کو مقرر کر دے جو امام اور اس کے مخالف کے درمیان فیصلہ کرے۔

(۳) اگر وہ فیصلہ منصفانہ ہے تو (امام) اسے دشمن پر نافذ بھی کرے۔

(۴) نائب کو حکم بنانے کی وجہ سے امام پر عیب نہیں لگایا جائے گا۔

(۵) حکم کا فیصلہ فریقین کی رضا مندی کے ساتھ مشروط ہے خواہ امور حرب ہوں یا اس کے علاوہ امور

(۶) یہ (حکم بنانا) ان خوارج کا رد ہے جو حضرت علی کے حکم بنانے کے منکرین ہیں۔(۲۴)

۳۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو خانہ کعبہ کی چابی دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اے عثمان اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو اس گھر کا امین بنایا ہے پس اس گھر سے تمہیں جو کچھ ملے اچھے اور معروف طریقے سے کھاؤ'' امام قسطلانی نے اس روایت کو بیان کیا ہے(۲۵) جبکہ علامہ زرقانی نے اس روایت کی شرح کرتے ہوئے کچھ احکام اخذ کیے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اکثر جاہل لوگ کعبہ میں داخل ہونے کی اجرت لینے کے جواز کا تعلق اس روایت سے جوڑتے ہیں حالانکہ اس کی تحریم میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ یہ انتہائی مذموم بدعت ہے اور اگر یہ بات صحیح بھی ہے تو جو چیز ممکن ہے وہ یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عوض ہے جسے وہ بیت المال سے اس کی خدمت اور مصالح کی تکمیل کے تقاضوں کے لیے لیتے ہیں اور ان کے لیے اسی قدر حلال ہیں جتنے کے وہ حقدار ہیں یا پھر اس کے ذریعہ سے ان کا مقصد بھلائی کرنا اور رشتہ داری نبھانا ہونیکی کی غرض سے۔ پس ان کے لیے جائز ہے اس کا لینا اور یہی معروف

طریقے سے کھانا ہے۔(۲۶)

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ھرقل بادشاہ کو خط لکھا تو اس کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا امام قسطلانی نے خط کا متن نقل کیا ہے۔(۲۷) علامہ زرقانی اس خط کے متن میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خط کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرنا مستحب ہے اگرچہ مبعوث الیہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔(۲۸) حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط میں ان کے نام کی تقدیم کے حوالے سے یہ جواب دیا گیا ہے کہ انہوں نے ابتداء تو بسم اللہ سے ہی کی تھی اور اپنا نام بطور پتہ اختتام پر لکھا تھا تاکہ بلقیس عنوان (پتہ) پڑھ کر جان لے کر یہ خط (حضرت) سلیمان کی طرف سے ہے اسی لیے ملکہ بلقیس نے کہا کہ خط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ ہے(۲۹) اسی خط کے متن کی مزید شرح کرتے ہوئے ''والسلام علی من اتبع الھدی'' (طہ:۴۷) کے ضمن میں علامہ زرقانی نے ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ جملہ (قرآن مجید میں) قصہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کے تذکرہ میں آیا ہے(۳۰)اور ظاہر سیاق اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہا السلام کو حکم دیا گیا تھا کہ ایسا کہیں۔ پس یہ بھی کہا گیا ہے (اعتراض کیا گیا) کہ گفتگو میں کافر کو سلام کے ساتھ کیسے پہل کی گئی تو اس کا جواب مفسرین نے یہ دیا ہے کہ یہاں سلام سے مراد تحیہ نہیں ہے بلکہ یہاں سلام سے مراد ہے کہ اس شخص کے لیے اللہ کے عذاب سے سلامتی ہو جو اسلام میں داخل ہوا اسی لیے اس جملہ کے بعد (قرآن میں) آیا ہے کہ اس شخص پر عذاب ہے جس نے جھٹلایا اور منہ موڑا ''أن العذاب علی من کذب وتولی''(۳۱) ،پس جواب کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کو سلام کہنے میں قصداً پہل نہیں کی بلکہ لفظ میں مشابہت کی وجہ سے ایسا محسوس کیا گیا۔(۳۲)

اسی طرح کسریٰ کی طرف لکھے گئے خط کا آغاز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کیا(۳۳) امام زرقانی نے اس خط کی شرح میں خط کے آداب واحکام کے حوالے سے مزید بحث کی ہے اور یہاں بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے متن کی تفسیر کرتے ہوئے امام ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ مراسلات کا آغاز الحمد سے کرنے کی عادت شرعیہ اور عادت عرفیہ رائج نہیں ہوسکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں اور دیگر افراد کو جتنے بھی خطوط لکھے ان میں سے کوئی خط بھی حمد کے ساتھ شروع نہیں کیا گیا بلکہ (تمام خطوط) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ شروع کیے نیز ''من محمد رسول اللہ'' میں اس بات کا جواز ہے کہ خط میں کاتب کا نام مکتوب الیہ سے پہلے لکھا جا سکتا ہے اور ابوداؤد نے روایت بیان کی ہے کہ علاء بن الحضرمی جب بحرین کے عامل تھے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا تو اس کا آغاز اپنا نام (من العلاء الی محمد رسول اللہ) لکھ کر کیا۔(۳۴)

۵۔ وفد نجران کے متعلق امام قسطلانی نے روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجران کے

عیسائیوں کا وفد آیا جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو ان کی نماز کا وقت ہو گیا چنانچہ وہ وہاں (مسجد نبوی میں) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو صحابہ کرامؓ نے ان کو روکنا چاہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو پس انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔(۳۵)

علامہ زرقانی اس روایت کی شرح میں امام خطابی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ عیسائیوں کے لیے نماز تو صرف اماکن مخصوصہ میں ہی مباح ہے جس طرح کہ بیع وصوامع وغیرہ ،تو ہم کہیں گے کہ اس کا تعلق حضر کے ساتھ ہے پس حضر کے علاوہ ان کے لیے دیگر مقامات پر نماز پڑھنا مباح ہے ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں سیر وسیاحت کرتے تھے تو جہاں نماز کا وقت پاتے وہیں نماز پڑھ لیتے۔صحابہؓ نے جو ان عیسائیوں کو روکنے کا ارادہ کیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں آنحضرت ﷺ کے سامنے دین باطل کا اظہار تھا، آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ انہیں چھوڑ دو تو یہ ان کی تالیف قلب نیز ان کے اسلام لانے کی امید کے لیے تھا، علاوہ ازیں وہ لوگ امان میں داخل تھے پس ان کے کفر پر قائم ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے صحابہ کو ان سے تعرض کرنے سے منع فرمایا لہٰذا اس میں باطل کا اقرار کرنا نہیں ہے۔(۳۶)

۶۔ بنو بکر بن کلاب کے ایک قبیلہ بنو قرطاء پر حملہ سے واپسی کے موقع پر محمد بن مسلمہ کی قیادت میں لشکر نے بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو قید کیا اور مسجد نبوی میں باندھ دیا جو کہ بعد میں نبی اکرم ﷺ کے رویہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ مصنف نے اس سے مندرجہ ذیل مسائل اخذ کیے ہیں۔

۱۔ کافر کو مسجد میں باندھا جا سکتا ہے۔

۲۔ کافر قیدی کو بلا معاوضہ چھوڑا جا سکتا ہے۔

۳۔ اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا چاہیے۔

۴۔ اگر قیدیوں میں سے کسی کے بارے میں امید ہو کہ وہ مسلمان ہو جائے گا تو اس سے نرمی روا رکھی جائے۔

۵۔ کفار کے علاقے میں اسلامی دستے بھیجے جا سکتے ہیں، جو کافر بھی ملے اسے قید کیا جا سکتا ہے، اس کے بعد امیر کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اسے قتل کر دے چاہے اس پر احسان کر کے چھوڑ دے۔(۳۷)

اس طرح علامہ زرقانی نے غزوہ احد(۳۸)، غزوۃ الغابہ(۳۹)، قتل ابورافع(۴۰)،غزوہ ذات السلاسل(۴۱)،غزوہ خیبر(۴۲)، عمرۃ القضاء(۴۳)، فتح مکہ(۴۴)، وفد عبدالقیس (۴۵) اور وفد ثقیف(۴۶) سمیت دیگر واقعات سیرت سے بھی احکام ومسائل اخذ کیے ہیں۔

فقہی مباحث کے علاوہ مصنف نے امام قسطلانی کی اخذ کردہ حکمتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے نیز خود بھی بہت

سے حکمتوں کو اخذ کیا ہے ۔مثلاً امام قسطلانی نے غزوہ احد کی آزمائش کی کچھ حکمتیں بیان کی ہیں ۔

امام زرقانی نے امام قسطلانی کی بیان کردہ حکمتوں کی شرح کرنے کے ساتھ ساتھ ان آیات قرآنیہ کی تخریج بھی کردی ہے جن میں ان حکمتوں کا ذکر کیا گیا ہے ۔مثلاً امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ غزوہ احد میں جو کچھ آزمائش مسلمانوں پہ آئی تو اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر پیغمبر ہمیشہ فتح یاب رہے تو مسلمانوں میں ایسے لوگ داخل ہوجائیں گے جو ان میں سے نہیں ہیں پس مخلص لوگوں کی دوسرے (منافق) لوگوں سے تمیز باقی نہیں رہے گی ۔(۴۷) علامہ زرقانی نے اس حکمت کی تائید نیز اس کا ماخذ بتاتے ہوئے قرآنی آیت (**ولیبتلی اللہ مافی صدورکم ولیمحص مافی قلوبکم واللہ علیم بذات الصدور**:(۴۸)، تحریر کی ہے(۴۹) نیز امام قسطلانی نے لکھا ہے کہ اگر ہمیشہ پیغمبر ناکام ہی رہے تو اس سے بعثت کا مقصود حاصل نہیں ہوگا ۔پس حکمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ دونوں چیزوں کو جمع کیا جائے تاکہ صادق لوگ کاذب لوگوں سے الگ پہچانے جائیں(۵۰) علامہ زرقانی درج ذیل آیت کو اس حکمت کا مصداق قرار دیتے ہیں (**ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب** (۵۱)

۲) اسی طرح رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کی نماز جنازہ پڑھنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے امام زرقانی امام خطابی اور ابن بطال کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ،دین کے حوالے سے کچھ تعلق ہونے کی وجہ سے اور اس کے بیٹے، جو کہ ایک صالح آدمی تھا، کی تالیف قلب اور قبیلہ خزرج کی تالیف کے لیے اس کی نماز جنازہ پڑھی تھی چونکہ وہ ان کا سردار تھا اس لیے اگر آپ ﷺ اس کے بیٹے کی فرمائش قبول نہ کرتے اور ممانعت وارد ہونے سے پہلے نماز جنازہ نہ پڑھتے تو یہ امر اس کے بیٹے اور قوم کے لیے عار کا باعث بنتا پس آپ ﷺ نے دو امور میں سے بہتر پر عمل کیا۔(۵۲)

۳) ۹ھ میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا جب آپ روانہ ہو چکے تو سورہ توبہ کا نزول ہوا آپ ﷺ نے حضرت علی کو سورہ توبہ میں نازل شدہ احکام سنانے کے لیے بھیجا (۵۳) علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ علماء نے حضرت ابوبکر صدیق کے بعد حضرت علیؓ کو بھیجنے کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ عربوں کی عادت تھی کہ عہد کو صرف وہی شخص توڑ سکتا تھا جس نے اسے باندھا ہوتا یا پھر اس شخص کے گھر والوں میں سے کوئی ایسا کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔لہٰذا اس معاملہ میں آپ ﷺ عرب کے رواج پہ چلے۔(۵۴)

امام زرقانی نے امام قسطلانی کے فقہی مباحث کے ضمن میں بیان کردہ اصولی مسائل کی شرح ووضاحت کے ساتھ خود بھی کچھ اصولی بحثیں کی ہیں مثلاً غزوہ خیبر کے حوالے سے امام قسطلانی کی بیان کردہ روایت (نھی یوم

خيبر عن أكل الثوم وعن لحوم الحمر الاهليه)(۵۵) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں اس بات کا جواز ہے کہ لفظ کو حقیقی اور مجازی دونوں معنوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے کیونکہ لہسن کھانا مکروہ ہے اور گدھے کا گوشت حرام ہے پس دونوں (مکروہ اور حرام کو) ایک لفظ ''نہی'' میں جمع کیا گیا ہے حقیقی معنوں میں اس لفظ نہی کو استعمال کرتے ہوئے تحریم کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور (لہسن کھانے کے) مکروہ ہونے کے لیے مجازی معنوں میں اختیار کیا گیا ہے(۵۶) اسی طرح بنی قریظہ جاتے وقت بعض صحابہؓ کے رستے میں نماز پڑھنے اور بعض کے بنی قریظہ پہنچ کر نماز پڑھنے کے مسئلہ میں مصنف نے بہت عمدہ اصولی بحث کی ہے۔(۵۷)

علامہ زرقانی نے امام قسطلانی کی مباحث فقھیہ میں بیان کردہ فقہاء کے بعض اقوال اور آراء سے اختلاف کرتے ہوئے ان کا رد بھی کیا ہے مثلاً نبی کریم ﷺ کے مختون پیدا ہونے کی بحث میں امام قسطلانی نے ختنہ کی شرعی حیثیت کو زیر بحث لاتے ہوئے کچھ احکام کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے سنت یا واجب ہونے کے بارے میں فقہاء کی آراء پیش کی ہیں۔ امام قسطلانی کے مطابق بعض شافعی حضرات نے اسے واجب قرار دیا ہے (امام قسطلانی کا مؤقف بھی ختنہ کے واجب ہونے کا ہے) اور اس کے وجوب کی دلیل قرآن کی آیت ''**ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا**'' (۵۸) کو قرار دیا ہے۔(۵۹) نیز ابوداؤد کی بیان کردہ روایت سے بھی استدلال کیا گیا ہے کہ جب ایک شخص مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''لق عنك شعر الكفر واختتن''(۶۰)۔امام زرقانی اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ جہاں تک آیت (**ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا**)(۶۱) سے ختنہ کے وجوب کے لیے استدلال کا تعلق ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ اس آیت کے معنی تو، جس طرح بیضاوی اور امام رازی و دیگر حضرات نے لکھا ہے، توحید و دعوت کے ابلاغ میں نرمی اور یکے بعد دیگرے دلائل لانے میں ملت ابراہیمی کی پیروی اور ہر شخص کی سمجھ بوجھ اور فہم کے مطابق اس سے مجادلہ کرنے کے ہیں نہ کہ احکام الفروع کی تفصیلات کے لیے(۶۲) اور جہاں تک ابوداؤد کی روایت کا معاملہ ہے تو ابن حجر نے وضاحت کی ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے جبکہ امام ذہبی نے اسے منقطع کہا ہے اور ابن القطان نے عثیم اور اس کے باپ (راویان حدیث) دونوں کو مجہول قرار دیا ہے۔(۶۳)

شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ میں اگر علامہ زرقانی کے اسلوب و منہج کی بات کی جائے تو علامہ زرقانی نے اس میں بہت عمدہ اسلوب اپنایا ہے اور امام قسطلانی کی المواھب اللدنیہ میں پائی جانے والی تشنگی اور کمی کو پورا کر دیا ہے اگر صرف فقہی مباحث کے اسلوب و منہج تک محدود رہ کر بات کی جائے تو امام زرقانی نے امام قسطلانی کی طرف سے پیش کردہ فقہاء کی آراء اور ان آراء کے مصادر و مراجع کی تخریج کر دی ہے یہاں تک

کہ کتب فقہ یا کتب احادیث کے ابواب تک کی وضاحت کی گئی ہے نیز فقہاء کے ضروری حالات بھی ساتھ لکھ دیئے ہیں۔درج ذیل امثلہ میں اس کا عمدہ نمونہ موجود ہے بریکٹ میں امام قسطلانی کا متن ہے جبکہ بریکٹ کے باہر علامہ زرقانی کی شرح ہے۔

۱) (و) لذاقال المصنف: (ھذا موافق لمذھبنا) أی : الشافعیة ،أن سب الرسول ردة (لکن قال العلامة) شیخ الاسلام (البساطی) قاضی القضاة الملکیة بمصرشمس الدین محمد بن احمد بن عثمٰن ، ولدسنة ستین و سبعمائة، وبرزفی الفنون و درس بالشیخونیة وغیرھا و صنف تصانیف و مات فی رمضان سنة اثنتین وأربعین وثمانمائة (من الملکیه) فی شرح المختصر (۶۴)

۲) (ذکر القاضی عیاض فی الشفاعن القاضی أبی عبداللّٰہ) محمد بن خلف بن سعید المعروف به (ابن المرابط من الملکیه) الافریقی فقیه بلده وفتیه وقاضیه کان من أھل الفضل والفقه والتفنن سمع أباالقاسم المھلب وأجازہ أبوعمر الطلمنکی، وشرح بخاری شرحاً کبیراً حسنا ورحل الیه الناس و سمعوا منه توفی بعد الثمانین وأربعمائة (۶۵)

۳) (أمر بتسمیة المولود یوم سابعة ، فیحمل) کما قال المحب الطبری (۶۶)

۴) (وقد کان فی قصة احد) کمانقله فی الفتح عن العلماء (وما أصیب به المسلمون من الفوائد و الحکم)(۶۷)

۵) (وفی روایة الدارقطنی فأکلنانحن وآل بیت النبی ﷺ قال: فی فتح الباری) فی کتاب الذبائح (ویستفاد من قولھا......) (۶۸)

علامہ زرقانی نے امام قسطلانی کی فقہاء کی یا کسی مسلک کی نشاندہی کیے بغیر پیش کردہ فقہی رائے کی بھی وضاحت کردی ہے درج ذیل مثالوں میں اس اسلوب کو دیکھا جا سکتا ہے۔

۱) (تمسك من قال من العلماء) کا لحنا بلة: (أن الشھید یغسل أذا کان جنبا)(۶۹)

۲) (وفیه دلالة علی ان الابن یلی العقدعلی امه) کما ذھب الیه ابوحنیفه، و ملك وجماعة(۷۰)

۳) (قال العلماء)أی جمھورھم (۷۱)

اسی طرح اگر کسی اور چیز کی وضاحت بھی امام زرقانی نے ضروری سمجھی تو وہ بھی کردی ہے تحریم خمر کی آیت کے نزول کے بعد امام قسطلانی کی روایت کا متن اور امام زرقانی کی شرح ملاحظہ کیجئے۔

۱) (فقال ناس من المتکلفین) المبالغین فی البحث الحاملین له مع المشقة (ھی رجس وھی فی

بطن فلان) كحمزه رضى الله عنهٔ (وقد قتل يوم أحد) قبل تحريمها فهل عليه موأخذة هذاعلى أن قائله من المسلمين ، لكن فى الفتح روى البزار من حديث جابر أن الذين قالوا ذلك كانوامن اليهود(۷۲)

علامہ زرقانی نے فقہی مباحث کے دوران امام قسطلانی کی طرف سے فقہاء کے پیش کردہ دلائل میں وارد احادیث پرنقد و جرح بھی کی ہے جیسا کہ ختنہ کے واجب ہونے کا مؤقف رکھنے والے حضرات کی طرف سے ابوداؤد کی نقل کردہ روایت ''ألق عنك شعرالكفر واختتن'' کو حافظ ابن حجر کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے اور امام ذہبی کے حوالے سے اسے منقطع کہا ہے(۷۳) اس طرح کی بیسیوں مثالیں کتاب میں موجود ہیں۔ اگر امام قسطلانی نے کسی حدیث پرنقد و جرح کی طرف اشارہ کیا ہے تو علامہ زرقانی نے احادیث پر جرح کرنے والوں کی نشاندہی کر دی ہے درج ذیل روایت شہداء احد کی ارواح کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھنے کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے امام قسطلانی کا متن اور علامہ زرقانی کی وضاحت درج ذیل مثال میں دیکھی جا سکتی ہے:

(قال بعض من تكلم على هذا الحديث) هوالامام السهيلى فى الروض(٧٤)

علامہ زرقانی نے مباحث فقہیہ میں روایات میں تعارض کی صورت میں تطبیق پیدا کرنے اور ادلہ کو جمع کرنے کی کوشش بھی کی ہے غزوہ احد کے شہداء پر نماز جنازہ پڑھے جانے یا نہ پڑھے جانے کے حوالے سے اختلاف ہے(۷۵)علامہ زرقانی اس اختلاف کے تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں:

قال العلماء:وأماحديث صلاته عليهم صلاته على الميت ، فالمراد دعاؤه لهم كدعائه للميت جمعابين الأدلة (٧٦)

علامہ زرقانی امام قسطلانی کے مختصر انداز میں بیان کردہ واقعہ سیرت کو تفصیلی انداز سے بیان کرتے ہوئے اس واقعہ سے متعلقہ احکام و مسائل اخذ کرتے ہیں جس کی بہت سی مثالیں شرح الزرقانی کے صفحات میں موجود ہیں۔ علامہ زرقانی نے سینکڑوں مصادر و مراجع سے اخذ و استفادہ کیا ہے۔قرآن وعلوم القرآن، حدیث وعلوم الحدیث، فقہ واصول فقہ، قواعد فقہ، سیر و مغازی، سیرت و شمائل، تاریخ و سیر، اعلام و رجال، تراجم وطبقات، علوم اللغۃ والمعاجم ،اخلاق وتصوف اور شعر و أدب سے متعلقہ جتنے بھی معروف ماخذ و مصادر شرح العلامۃ الزرقانی سے قبل موجود تھے ان سب سے امام زرقانی نے کسی نہ کسی حوالے سے استفادہ کیا ہے جو کہ ان کی وسعت علمی کا آئینہ دار ہے۔فقہی احکام و مسائل کے حوالے سے قرآن وسنت کو بنیاد بناتے ہوئے دلائل کے ساتھ اپنی رائے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے نیز فقہاء کی آراء اور دلائل کو دیانت داری کے ساتھ نقل کیا ہے بیشتر مقامات پر علامہ زرقانی نے اپنے مصادر و مراجع کا تذکرہ کیا ہے مگر کہیں کہیں بغیر مصدر ظاہر کیے کچھ چیزیں نقل کی ہیں مثلاً قتل ابورافع یا سریہ عبداللہ بن عتیکؓ کے

ضمن میں اخذ کردہ احکام ومسائل علامہ زرقانی نے ابن حجر کی فتح الباری سے اخذ کیے ہیں لیکن اپنے مصدر کی وضاحت نہیں کی۔(۷۷)لفظ کو حقیقی اور مجازی معنوں میں استعمال کرنے کے قاعدہ کے جواز کا ذکر کیا ہے شارح المواھب اللدنیہ نے فتح الباری یا عمدۃ القاری سے اس قاعدہ کو اخذ کیا ہے لیکن اپنے ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔(۷۸)☆اس طرح کی دیگر مثالیں بھی کتاب میں موجود ہیں۔

علامہ زرقانی نے امام قسطلانی کی رائے سے بہت سے مقامات پر نہ صرف اختلاف کیا ہے بلکہ بعض جگہ ''ھذا النظر عجیب'' جیسا جملہ بھی لکھا ہے مثلاً امام قسطلانی نے تحریم خمر کے حوالے سے ابن اسحٰق کی روایت بیان کی ہے کہ شراب واقعہ بنی نضیر کے وقت حرام ہوئی اور یہ غزوہ احد کے بعد کی بات ہے اور قول راجح کے مطابق یہ سنہ۴ ھ کا واقعہ ہے امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ یہ بات محل نظر ہے کیونکہ جس دن شراب حرام ہوئی حضرت انس اس دن ساقی (قوم) تھے اور انہوں نے جب حرمت شراب کی منادی سنی تو اس کو گرانے میں جلدی کی اگر یہ سنہ۴ ھ کا واقعہ ہوتا تو حضرت اُنس اس وقت بہت چھوٹی عمر کے ہوں گے(۷۹)علامہ زرقانی لکھتے ہیں''ھذا النظر عجیب من مثل مغلطای، فقدثبت ،نه خدم المصطفی لما قدم المدینة و ھوابن عشرسنین، فمن عمره ،ربع عشرة سنة کیف یصغرعن ذلك'' (۸۰)یعنی یہ کہنا بہت عجیب ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ جب حضرت انسؓ مدینہ تشریف لائے تو اس وقت وہ دس سال کے تھے (اور حرمت خمر کے وقت) ان کی عمر۱۴ سال تھی تو اس وقت وہ چھوٹے کیسے ہوئے۔

الغرض علامہ زرقانی کی شرح ایک بہت ہی عمدہ، جامع اور ابتدائی دس صدیوں کی کتب سیرت اور شروح سیرت کا نچوڑ اور عطر ہے کسی بھی علم سے تعلق رکھنے والی کتاب کی شرح میں جن خصوصیات اور لوازمات کا ہونا ضروری ہے شرح العلامۃ الزرقانی میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں نیز یہ شرح فقہ السیر ۃ کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) امام جلال الدین السیوطی نے ایسی چار مختصرات کا تذکرہ کیا ہے جنہیں اپنی امہات پر فوقیت حاصل ہوئی۔ لکھتے ہیں: قال ابوالحسن الشاری فی فهرسته: کان یقول شیخنا ابوذریقول: المختصرات التی فضلت علی الأمهات أربعة: مختصرالعین للزبیدی و مختصر الزاهرللزجاجی و مختصر سیرة ابن اسحاق لابن هشام و مختصر الواضحة للفضل بن سلمة: (دیکھیے۔ السیوطی، عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین (۹۱۱ھ)، المزهر فی علوم اللغة وأنواعها، بیروت، دارلکتب العلمیة، ۱۹۹۸ء، ۱/۶۸۔۶۹) مختصر العین تلخیص ہے خلیل نحوی کی کتاب العین کی، مختصر الزاہر ابوبکر محمد بن القاسم الأنباری کی کتاب الزاہر فی معانی کلمات الناس کی تلخیص ہے جبکہ مختصرالواضحة ،الواضحة فی تجوید الفاتحة از شیخ برھان الدین ابراہیم بن عمر الجعبری کا اختصار ہے۔

(۲) صدیقی، محمد یسین مظہر(پ۱۹۴۴ء)، شاہ ولی اللہ کا رسالۂ سیرت، یوپی، شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت، ۲۰۰۶، ص ۳

(۳) الکتانی، عبدالحی بن عبدالکبیر(۱۳۸۲ھ)، فهرس الفهارس ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، دارالغرب الاسلامی، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ۲/۹۷۰۔۹۶۷

(۴) شرح الزرقانی کے مؤلف کے نام، تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات سب میں اختلاف ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے ان کا نام عبدالباقی بن یوسف بن احمد لکھا ہے جبکہ کچھ حضرات نے ان کا نام محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد لکھا ہے اسی طرح تاریخ پیدائش بعض حضرات نے ۱۰۲۰ھ اور بعض نے ۱۰۵۵ھ رقم کی ہے۔ تاریخ وفات میں بھی دو تاریخیں ملتی ہیں ایک ۱۰۹۹ھ اور دوسری ۱۱۲۲ھ بہر حال علامہ الزرقانی کے تفصیلی حالات، تصنیفات و تالیفات اور شرح العلامۃ الزرقانی کی اہمیت وفضیلت کے لیے رجوع کیجئے۔

(i) حاجی خلیفہ، المولی مصطفی بن عبداللہ القسطنطینی الرومی الحنفی (۱۰۶۷ھ)، کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون، بیروت، دارالفکر، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹م ۲/۱۶۰۷

(ii) المحبی، امین بن فضل اللہ(۱۱۱۱ھ)، خلاصة الأثرفی اعیان القرن الحادی عشر، بیروت، دارالکتب العلمیة، ۱۴۲۷ھ، ۲/۲۷۷

(iii) المرادی، ابی الفضل محمد خلیل بن علی بن محمد (۱۲۰۵ھ)،سلك الدررفی أعیان القرن الثانی عشر، بیروت، دارالکتب العلمیہ۔ ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷، ۴/۴۸

(iv) الجبرتی، عبدالرحمٰن بن حسن (۱۲۷۳ھ)، عجائب الآثار، بیروت، دارالجیل، (س ن)، ۱/۱۲۲

(v) البغدادی، اسماعیل پاشا(۱۳۳۹ھ)، هدية العارفين اسماء المؤلفين وآثار المصنفين، بیروت، دارالعلوم الحدیثیۃ، ۱۹۵۵ء،۳۱۱/۶

(vi) مخلوف، محمد بن محمد (۱۳۶۰ھ)، شجرة النورالزكية فی طبقات المالكية، القاهره، المطبعۃ السلفیۃ ومکتبتھا، ۱۳۴۹ھ، ۳۰۴/۱۔۳۰۵

(vii) الکتانی، عبدالحی بن عبدالکبیر(۱۳۸۲ھ) ،فهرس الفهارس ومعجم المعاجم والمشيخات والمسلسلات، دارالغرب الاسلامی ،۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ۴۵۶/۱

(viii) کحالہ،عمر رضا(۱۴۰۸ھ)، معجم المؤلفين، بیروت، داراحیاء التراث العربی۔(س ن)، ۶/۵۷

(ix) الزرکلی، خیرالدین، الأعلام، بیروت، دارالعلم للملایین ۔۱۹۸۴ء، ۱۸۴/۶

(۵) کحالہ ،معجم المؤلفین ۱۲۴/۱۰/ المنجد، صلاح الدین، معجم ماألف عن رسول اللہ ﷺ ، بیروت، دارالکتاب الجدید،۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ ،ص۱۰۲

(۶) زیرتبصرہ نسخہ دارالکتب العلمیہ بیروت کا مطبوعہ (۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء) ہے جوکہ بارہ (۱۲) جلدوں پر مشتمل ہے اس نسخہ میں اوپر المواہب اللدنیہ کا متن ہے۔ جبکہ نیچے حاشیہ میں شرح الزرقانی ہے شرح میں بھی شرح سے پہلے متن کے ہر ٹکڑے کو قوسین میں درج کیا گیا ہے۔

(۷) الروض الانف اور شرح الزرقانی میں بنیادی فرق یہ ہے کہ امام سہیلیؒ نے ایک نئے اسلوب (فقہ السیر ۃ، جو کہ مقالہ ھذا کا موضوع بھی ہے) کی بنیاد رکھی۔ سیرت ابن ہشام میں ایسا اسلوب پہلے موجود نہیں تھا، امام سہیلی نے الروض الانف میں اس اسلوب کو اختیار کیا جبکہ شرح الزرقانی میں علامہ الزرقانی نے المواہب اللدنیہ اور دیگر کتب سیرت کی پیروی کرتے ہوئے اس اسلوب کو اپنایا ہے نیز امام الزرقانی نے فقہی مباحث میں امام سہیلی سے بہت اخذ واستفادہ بھی کیا ہے۔

(۸) امام قسطلانی فقیہانہ مزاج اور بصیرت کے حامل تھے۔ المواہب اللدنیہ میں واقعات سیرت سے اخذ واستنباط اس کا واضح ثبوت ہے۔ مصنف نے واقعات سیرت سے فقہی احکام، بصائر وحکم اور لطیف نکات کا استنباط کیا ہے مثلاً آپ ﷺ کے مختون پیدا ہونے یا مختون پیدا نہ ہونے کے حوالے سے مختلف علماء کی آراء کا تذکرہ کیا ہے، آغاز دعوت میں آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کے دوران کفار کی طرف سے گندگی پھینکنے اور نماز میں نجاست کے ازالے اور نماز کے باطل ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ، مشروعیت اذان اور اس سے متعلقہ مسائل ، آپ ﷺ کے خود اذان دینے اور نہ دینے کی بحث، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کا جواز، بدر کے قیدیوں کا حکم، شہادت سے قبل حضرت خبیبؓ کی دو رکعت نماز کے سنت ہونے کی توجیہ، نماز خوف کی مشروعیت اور بعد کے زمانوں میں لڑائی کی وجہ سے نماز مؤخر کرنے کا مسئلہ، بنی قریظہ کی بدعہدی کے سبب حضرت سعدؓ کے حکم بننے

اور عہد نبوی ﷺ میں اجتہاد کا جواز، ابوجندلؓ کے واقعہ سے مجبوری کی حالت میں توریہ یا کلمہ کفر کہنے کی اباحت، صلح حدیبیہ کی شرائط اور مشرکین سے اس بات پر صلح کرنا کہ جو مسلمان ہو کر مکہ سے آئے گا اسے لوٹا دیا جائے گا تحریم خمر اور حشیش کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف، غزوہ خیبر اور گدھوں اور گھوڑوں کی حلت وحرمت کا معاملہ، حالت احرام میں نکاح کا مسئلہ، دخول مکہ کے لیے احرام کے واجب یا غیر واجب ہونے کا مسئلہ، سورہ برأۃ کا نزول اور مشرکین کی نجاست کا مسئلہ، حضرت ام سلمہؓ کا آپ ﷺ سے نکاح اور بیٹے کے ولی بننے کا مسئلہ، حضرت حمزہ کی بچی کی تولیت اور ماں کی طرف سے عورتوں یا باپ کی طرف سے عورتوں کی سبقت کا معاملہ، مکہ، مدینہ اور وج (طائف کی ایک وادی) کے حرم ہونے یا نہ ہونے کی بحث اور وفد نجران اور مباہلہ کرنے کا جواز جیسے اہم مسائل مختلف واقعات سیرت کے تذکرہ میں زیر بحث لائے گئے ہیں۔

(۹) القسطلانی، احمد بن محمد (م۹۲۳ھ)، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، گجرات الہند، مرکز اہل سنت برکات رضا (س ن)۔۱/۳۷۶

(۱۰) الانفال:۶۸

(۱۱) محمد:۴

(۱۲) الزرقانی، محمد بن عبدالباقی بن یوسف، شرح العلامة الزرقانی علی المواهب اللدنیه بالمنح المحمدیه، بیروت، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶۔۲/۳۳۸/ أبو عبید، القاسم بن سلام، کتاب الأموال، مکۃ المکرّمۃ، دارالباز للنشر والتوزیع، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔ ص،۱۲۷/ السہیلی، عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن أحمد بن أبی الحسن، الخثعمی، (۵۸۱ھ) الروض الانف فی تفسیر السیرة النبویةلابن هشام، القاھرہ، دارالحدیث۔ ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء،۳/۱۴۱

(۱۳) القسطلانی، المواھب اللدنیہ ۱/۳۹۷

(۱۴) الزرقانی، شرح الزرقانی،۲/۴۰۹

☆ جنبی شہید کو غسل دینے یا نہ دینے کے حوالے سے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی فقہاء کی آراء اور اختلاف کے لیے دیکھیے:

(i) الزیلعی، عثمان بن علی، فخر الدین (۷۴۳ھ)، تبین الحقائق شرح کنزالدقائق، القاھرہ، دارالکتب الاسلامی، ۱۳۱۳ھ،۱/۲۴۹

(ii) الماوردی، ابوالحسن علی بن حبیب (۴۵۰ھ)، کتاب الحاوی الکبیر، بیروت، دارالفکر، (س ن) ۳/۷۹

(iii) الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفہ المالکی (۱۲۳۰ھ)، حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر، بیروت، دارالفکر، (س۔ن)،۱/۴۲۶

(iv) المرداوی، علی بن سلیمان ، ابوالحسن (۸۸۵ھ) ، الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف علی مذھب الامام احمد بن حنبل ، بیروت، دارالحیاء التراث العربی ،(س ن)،۲/۴۹۹

(۱۵) القسطلانی ،المواھب اللدنیہ ،۱/۵۲۶

(۱۶) ایضاً،۳/۲۷۳/ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن احمد (۸۵۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، لاھور، دارنشر الکتب الاسلامیہ ،۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، ۷/۴۷۰

(۱۷) التوبۃ:۲۸

(۱۸) القسطلانی ،المواھب اللدنیہ،۱/۶۴۰

(۱۹) الزرقانی، شرح الزرقانی،۴/۱۲۱۔۱۲۰/اس حوالے سے مزید دیکھیے:

(i) ابن بطال ،علی بن خلف بن عبدالملک (۴۴۹ھ)، شرح صحیح البخاری لابن بطال ،ضبط وتحقیق ، ابوتمیم یاسر بن ابراھیم، الریاض، مکتبۃ الرشد، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء،۲/۱۱۷

(ii) القاضی عیاض بن موسی الیحصبی ، أبی الفضل (م۵۴۴ھ)،إکمال المعلم بفوائد مسلم و معه تنبیه المعلم بمبهمات صحیح مسلم للشیخ موفق الدین احمد بن ابراھیم بن محمد المعروف بسبط العجمی (۸۸۴ھ)، وفی مقدمتہ الغنیۃ فہرست شیوخ القاضی عیاض للقاضی عیاض وعلل الأحادیث فی کتاب الصحیح للشیخ ابی الفضل بن عمار الشهید ، بیروت، دارالکتب العلمیۃ ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، ۶/۹۷

(iii) النووی، یحیی بن شرف ، النووی، أبی زکریا(۶۷۶ھ)،صحیح مسلم بشرح النووی، المطبعۃ المصریۃ و ملتبتھا (س ن)۱۲/۸۷

(۲۰) القسطلانی،المواھب اللدنیہ۱/۴۸۶

(۲۱) علامہ الزرقانی نے لکھا ہے کہ اس روایت کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے حالانکہ ابوداؤد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مذکور نہیں ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت صحیح بخاری ،کتاب الأشربہ، باب، شراب الحلوی والعسل میں ہے امام بخاری نے اسے تعلیقاً بیان کیا ہے اور مستدرک امام حاکم میں کتاب الطب (۴/۴۵۵) میں ہے ابوداؤد میں اس موضوع سے متعلق روایات کچھ اس طرح ہیں۔

(i) ’’ان اللّٰہ انزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواءً فتداووا ولا تداووابحرام‘‘

(ii) نھی رسول اللّٰہ ﷺعن الدواء الخبیث ۔(دیکھیے ،سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب الأدویۃ المکروھۃ ،رقم الاحادیث ،۳۸۷۶،۳۸۷۲،۲۸۷۲ /شرح الزرقانی ۳/۵۸)

(۲۲) الزرقانی، شرح الزرقانی،۳/۱۵۸/فتح الباری۱۰/۱۴۳/العینی ، بدرالدین أبی محمد محمود بن أحمد (۸۵۵ھ) ،عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، بیروت، احیاءالتراث العربی ،(س ن)،۶/۱۵۸

(۲۳) القسطلانی، المواہب اللدنیہ۱/۴۶۷، فتح الباری ۷/۴۱۶

(۲۴) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۳/۸۵

(۲۵) القسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱/۵۸۷

(۲۶) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۳/۴۷۰

(۲۷) القسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲/۱۳۷

(۲۸) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۵/۵، شرح النووی ۱۲/۱۰۸/ فتح الباری۸/۲۲۹

(۲۹) ایضاً، ۵/۵

(۳۰) ایضاً، ابن حجر، فتح الباری ۱/۳۸

(۳۱) طہٰ:۴۸

(۳۲) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۵/۶ فتح الباری ۱/۳۸

(۳۳) القسطلانی، المواہب اللدنیہ۔ ۲/۱۳۹

(۳۴) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۵/۱۴/ سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، الرجل یبدأ بنفسہ فی الکتاب۔ رقم الحدیث، ۵۱۳۷، شرح النووی ۱۲/۱۰۸، فتح الباری۔ ۸/۲۲۳

(۳۵) القسطلانی، المواہب اللدنیہ۔ ۲/۱۹۶

(۳۶) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۵/۱۸۷

(۳۷) ایضاً، ۳/۱۰۶/ اکمال المعلم، ۶/۹۷، فتح الباری، ۱/۵۵۶

(۳۸) ایضاً، ۲/۴۶۱

(۳۹) ایضاً، ۳/۱۱۹

(۴۰) ایضاً، ۳/۱۵۱

(۴۱) ایضاً، ۳/۳۶۱

(۴۲) ایضاً، ۳/۲۷۳

(۴۳) ایضاً، ۳/۳۱۲

(۴۴) ایضاً، ۳/۴۷۰

(۴۵) ایضاً، ۵/۱۴۲

(۴۶) ایضاً، ۵/۱۲۸

(۴۷) القسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱/۴۱۱/ ابن القیم، شمس الدین بی عبداللہ محمد بن ابی بکربن یوب،

الجوزیۃ(۷۵۱ھ)، زاد المعاد فی ھدی خیرالعباد، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون، ۱۴۳۱ھ /۲۰۱۰ء،۱۹۷/۳

(۴۸) آل عمران:۱۵۴

(۴۹) الزرقانی، شرح الزرقانی،۴۶۲/۲

(۵۰) القسطلانی،المواہب اللدنیہ،۴۱۱/۱/زاد المعاد،۱۹۷/۳

(۵۱) الزرقانی، شرح الزرقانی،۴۶۲/۲/آل عمران:۱۷۹

(۵۲) ایضاً،۱۲۷/۴/الخطابی، حمد بن محمد، ابوسلیمان(۳۸۸ھ)، معالم السنن شرح أبی داؤد، بیروت ،دارالکتب العلمیۃ،۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء،۲۵۹/۱

(۵۳) القسطلانی، المواہب اللدنیہ۔۶۴۰/۱

(۵۴) الزرقانی، شرح الزرقانی،۱۱۹/۴/فتح الباری ،۳۲۱/۸

(۵۵) القسطلانی،المواہب اللدنیہ،۔۵۲۷/۱

(۵۶) الزرقانی، شرح الزرقانی،۲۷۵/۳/فتح الباری ۴۸۲/۷/عمدۃ القاری،۶۹/۲۶

(۵۷) ایضاً،۷/۳

(۵۸) النحل:۱۲۳

(۵۹) القسطلانی، المواہب اللدنیہ۔۱۳۷/۱

(۶۰) ایضاً/ سنن ابوداؤد، کتاب الطھارۃ ، باب، الرجل یسلم فیومر بالغسل ،رقم الحدیث،۳۵۶

(۶۱) النحل:۱۲۳

(۶۲) الزرقانی، شرح الزرقانی، ۲۴۲/۱/البیضاوی، ناصرالدین أبی سعید عبداللہ بن عمر (۶۹۱ھ)، تفسیر البیضاوی المسمی انوارالتنزیل وأسرار التاویل، بیروت، دارالفکر،۱۴۲۹ھ/۲۰۰۹،۴۲۶/۳/الفخر الرازی،محمد بن عمر بن الحسن ،أبوعبداللہ(۶۰۶ھ)،التفسیر الکبیر، بیروت ، داراحیاء التراث العربی س۔ن ،۱۳۶/۲۰

(۶۳) ایضاً/ فتح الباری ۳۴۱/۱۰/العراقی، عبدالرحیم بن الحسین، أبوالفضل(۸۰۶ھ) ، ذیل میزان الاعتدال، بیرون، دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء،ص ۱۷۵

(۶۴) الزرقانی، شرح الزرقانی،۴۶۱/۲

(۶۵) ایضاً،۴۶۰/۲

(۶۶) ایضاً،۳۴۷/۴

(۶۷) ایضاً،۴۶۱/۲

(۶۸) ایضاً،۲۷۸/۳

(۶۹) ایضاً،۴۰۹/۲

(۷۰) ایضاً،۴۰۰/۴

(۷۱) ایضاً،۲۷۶/۳

(۷۲) ایضاً،۲۳۵/۳

(۷۳) ایضاً، ۲۴۲/۱/فتح الباری،۳۴۱/۱۰

(۷۴) ایضاً/الروض الانف،۳۲۳/۳

(۷۵) شھداءاحد پرنماز جنازہ پڑھے جانے یا نہ پڑھے جانے کے حوالے سے فقہاء نے اپنے اپنے انداز میں بحث کی ہے۔ شھداءاحد پرنماز جنازہ کے حوالے سے شافعی، مالکی، حنبلی اور ظاہری فقہاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ شھداءاحد پرنماز جنازہ نہیں پڑھی گئی (اور نہ ہی اب کسی پر پڑھی جائے گی) جبکہ احناف شھداء پرنماز جنازہ کے قائل ہیں۔ دیکھیے:

(i) الزیلعی، عثمان بن علی، فخر الدین (۷۴۳ھ)، تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق،۲۴۹/۱

(ii) الماوردی، ابوالحسن علی بن حبیب (۴۵۰ھ)، کتاب الحاوی الکبیر،۷۹/۳

(iii) الدسوقی، محمد بن احمد بن عرفہ المالکی (۱۲۳۰ھ)، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر،۴۲۶/۱

(iv) المرداوی، علی بن سلیمان، ابوالحسن (۸۸۵ھ)، الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علی مذھب الامام احمد بن حنبل،۴۹۹/۲

(۷۶) الزرقانی، شرح الزرقانی،۴۵۱/۲

(۷۷) ایضاً،۱۵۱/۳/فتح الباری،۳۴۵/۷

(۷۸) شرح الزرقانی،۲۷۵/۳/فتح الباری،۲۷۲/۷/عمدۃ القاری،۲۴۵/۱۷

☆ فتح الباری علامہ زرقانی کا ایک بہت بڑا اور اہم ماخذ ہے فتح الباری کے حوالہ جات اس شرح میں جابجا نظر آتے ہیں خاص طور پر فقہی مسائل کے بیان اور استنباط میں فتح الباری علامہ زرقانی کا ایک اہم ماخذ ہے۔ امام زرقانی نے ''قال الحافظ''، ''قال الحافظ فی فتح الباری''، ''قال فی الفتح''، ''قال الحافظ ابن حجر'' جیسے الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں (دیکھیے: شرح العلامۃ الزرقانی: ۶۰/۲، ۱۰۲، ۲۴۸، ۸۸/۳، ۹۰، ۱۵۸، ۲۳۶، ۲۵۱، ۲۷۳، ۱۹۱/۵، ۱۹۱، ۱۹۳، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۴)

(۷۹) القسطلانی، المواھب اللدنیہ۔۵۱۱/۱

(۸۰) الزرقانی، شرح الزرقانی،۲۳۴/۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆